دُکھی دلوں کی فریاد اور آہ و بکا

اللہ میاں کے نام اُداس خطوط

جملہ حقوق بہ حق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: اللہ میاں کے نام اداس خطوط

مصنف: ڈاکٹر حافظ عثمان احمد
ادارہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

ڈیزائننگ: محمد صدام انور

سرورق: ذیشان عارف

ناشر: دار المصادر پبلی کیشنز

اشاعت اول: مارچ ۲۰۱۰ء

اشاعت دوم: یکم اپریل ۲۰۲۵ء

صفحات: ۷۲

تعداد: ۱۰۰۰

ویب سائٹ: www.darulmasaadir.com

ای میل: info@darulmasaadir.com

رابطہ نمبر: +92 333 422 6644

ملنے کا پتہ: ۱۷۵، سکاچ کارنر، اپر مال، لاہور، پنجاب، پاکستان

دار المصادر
پبلی کیشنز
DAR-UL-MASAADIR PUBLICATIONS

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	حمد	۰۷
۲	انتساب	۱۰
۳	پہلی بات	۱۱
۴	اظہاریہ (طبع دوم)	۱۳
۵	پہلا خط	۱۵
۶	دوسرا خط	۱۷
۷	تیسرا خط	۱۹
۸	چوتھا خط	۲۱
۹	پانچواں خط	۲۴
۱۰	چھٹا خط	۲۷
۱۱	ساتواں خط	۳۱
۱۲	آٹھواں خط	۳۳
۱۳	نواں خط	۳۵

حمد

''وہی جو دکھ بھرے موسم کی ویرانی میں سینوں پر دھنک لمحوں کی خوشبو سے مہکتا ہاتھ رکھتا ہے۔ دلوں کو جوڑتا ہے اور پھر ان میں محبت نام کی سوغات رکھتا ہے، سفر میں راستے گم ہوں، ردائے گمرہی کتنی ہی میلی ہو، غموں کی دھوپ پھیلی ہو۔ اسے کوئی کہیں جس وقت اور جس حال میں آواز دیتا ہے، وہ سنتا ہے۔ بہت ہی مہرباں ہے، رحم کرتا ہے، وہی سچ ہے، ہمیں سچ بولنے کا حکم دیتا ہے۔ سو اس کو یاد کرتے ہیں، اسی کے نام سے آغاز کرتے ہیں۔''

سلیم کوثر

(خالی ہاتھوں میں ارض وسماء)

۱۲-۵-۱۹۹۹

پہلا خط

پیارے اللہ میاں!

زندگی میں پہلی بار آپ کو خط لکھ رہا ہوں اور میں نے اپنے بڑوں کو کہتے سنا ہے کہ خط آدھی ملاقات ہوتی ہے۔ آپ سے پوری ملاقات رکھنے والوں میں حسن بصری، حبیب عجمی، بشر حافی اور علی ہجویری جیسے لوگ شامل رہے ہیں اور ابھی بھی کہیں کہیں ایسے لوگ موجود ہیں، مگر میں تو آپ سے پوری ملاقات کی خواہش سے بھی ڈرتا ہوں کہ کہیں اس شعر کا مصداق نہ ہو جاؤں:

عام ملنے کو اب ترستے ہیں
ملنا چاہا تھا خاص نسبت سے

مجھے جس طرح آپ کے ہونے کا یقین ہے، اسی طرح یہ بھی یقین ہے کہ آپ بالکل خیریت سے ہوں گے مگر آپ کی بے پناہ محبتوں کی قسم میں تو سراپا کرب ہو کر رہ گیا ہوں، میرے وجود کے پیڑ پر دکھوں کے پرندوں نے اتنے گھونسلے بنائے ہیں کہ خوشی کی چھوٹی سی چڑیا کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے، دل میں وقت نے غموں کے اتنے نیزے گاڑے ہیں کہ غریب بیوہ کی پرانی چادر کی طرح چھید چھید ہو گیا ہے۔

پیارے اللہ میاں!

مجھے آپ سے بہت سی باتیں پوچھنا ہیں، پہلی بات تو یہ کہ جب کسی آدمی کی روح اور بدن، دل اور عقل مختلف سمتوں میں سفر شروع کر دیں تو اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی

۲۶_۱۱_۱۹۹۹

تیسرا خط

پیارے اللہ میاں!

میلی سوچیں اور بھیگی آنکھیں لیے میں آج پھر آپ کو خط لکھنے بیٹھ گیا ہوں۔ زندگی کے تیزی سے بدلتے منظروں کو پوری طرح دیکھنے اور یاد رکھنے کی خواہش نے میری آنکھوں اور ذہن دونوں کو تھکا دیا ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ محبت کا کوئی ایک منظر ٹھہر جائے تا کہ ذہن، روح اور بینائی کا سفر ہو (اور میری یہ بھی دُعا ہے کہ دنیا بھر کی بے چین روحوں کو قرار کا مژدہ ملے)

گزشتہ دنوں میرے آبائی گاؤں بالاکوٹ میں میرے بچپن کی کہانی کا ایک خوبصورت کردار مر گیا، اس کردار نے مجھ سے آخری سرگوشی ہسپتال میں بسترِ مرگ پر کی تھی ''محبت سے انسان کا جی نہیں بھرتا۔'' اس سرگوشی کی چاپ ہر وقت میرے کانوں اور دل میں ابھرتی رہتی ہے۔

پیارے اللہ میاں!

میرا ذہن سوچوں، آنکھیں آنسوؤں، سماعت آہٹوں اور زندگی سوالوں سے بھر گئی ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ ذہن یادوں، آنکھیں خوابوں، سماعت گیتوں اور زندگی خوبصورت جوابوں سے آباد ہو جائے۔ میں آپ کے فیصلے کا منتظر ہوں۔

مفلس بچوں کے پھٹے ہوئے چہروں، بستوں، کتابوں اور گھسی ہوئی تختیوں
اور سلیٹوں
تیز آندھی کے بعد گرے ہوئے درختوں
ریستوران میں تیزی سے حرکت کرتے ہوئے ''چھوٹوں''
اسٹیشن پر الوداع کے لیے اٹھے ہوئے اداس ہاتھوں اور تھکے ماندے
مسافروں کی بھیگی ہوئی آنکھوں
ہسپتالوں میں کوڑے کے ڈھیر کی طرح پڑے ہوئے مریضوں
سکول میں پڑھائی جانے والی نصابی کتابوں
بھوک ہڑتالیوں کے کیمپوں
بے مروت دوستوں
بازاروں، گلیوں اور سڑکوں پر مہکتے خوبصورت جسموں کو دیکھنے سے محفوظ
کر دیجیے۔

پیارے اللہ میاں!

میرے کانوں کو نوجوان بیٹے کی لاش پر روتی ہوئی ماں کی سسکیوں
بیوگی کے کرب کی انی پر لٹکی ہوئی نوجوان لڑکی کی آہوں
تیز رفتاری سے بھاگتی ہوئی گاڑیوں کے شور
ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہوئے لوگوں کی آوازوں
حاسدوں اور سازشیوں کی بدبودار غیبتوں اور چغلیوں
کسی بچھڑی ہوئی کونج کے اداسی، تنہائی اور دکھ سے بھرے گیتوں
چوڑیوں کے ٹوٹنے کی کرب انگیز آوازوں

پیارے اللہ میاں!

میں نے زندگی میں جو کام بھی کیا بے دلی اور پژمردگی سے کیا سوائے رونے کے کہ اس سے مجھے بے حد دلچسپی ہے اور مجھے اپنی آنسوؤں سے بھری آنکھیں بہت اچھی لگتی ہیں، میں بارہا آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر رویا ہوں تاکہ اپنی بھیگی آنکھوں اور چہرے کو دیکھ سکوں۔ میں رونے کے آداب کا بڑا خیال رکھتا ہوں۔ میں چیخ چیخ کر نہیں روتا بلکہ دھیمی دھیمی سسکیوں اور ہچکیوں میں روتا ہوں۔ میں مجمع عام میں رو کر اپنے بے بسی پر رحم طلب نہیں کرتا اور منہ چھپا کر رونے کو ترجیح دیتا ہوں۔

پیارے اللہ میاں!

میں نے بڑوں کو کہتے سنا ہے کہ آپ کبھی کبھی اپنے بندوں کی انگلی بھی پکڑ کر انہیں راہِ راست پر لے جاتے ہیں اور میں بھی ایک طویل مدت سے کسی ایسے ہی لمحے کا انتظار کر رہا ہوں۔ لمحوں سے بھری ہوئی زندگی میں چند لمحے ایسے بھی عطا کیجیے کہ جنہیں میں اپنی مرضی سے گزاروں۔

پیارے اللہ میاں!

مجھ پر اپنا کوئی راز آشکار کیجیے اور مجھ میں اتنی قوت پیدا فرما دیجیے کہ میں آپ کے رازوں کو برداشت کر سکوں۔

منتظر

عثمان

۲۰۰۲-۳-۰۱

گیارہواں خط

پیارے اللہ میاں!

موت افغانستان کی سرزمین پر اس طرح ٹہل رہی ہے کہ جیسے اب اسے کہیں نہیں جانا ہے۔ اس نے ان گنت ہرے بھرے بدن اپنی سیاہ مٹھی میں لے کر بھینچ دیے ہیں، مگر اس کا دل نہیں بھرا۔ میرے اللہ موت کو افغانستان سے بے آبرو کر کے نکال دیجیے اور اسے اونچی اونچی عمارتوں والے طلسماتی شہروں کے حفاظتی حصاروں میں شگاف ڈالنے پر مامور کیجیے۔

پیارے اللہ میاں!

سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والوں کو مسجدِ اقصیٰ کے لیے سوگوار ہونے کی توفیق دیجیے اور انہیں ایک دوسرے سے اونچی آواز میں تعزیت کرنے کی ہمت دیجیے۔

پیارے اللہ میاں!

میرے دل کو سوز کی نعمت سے سرفراز کیجیے اور میری شکستہ گفتگو کو وہ تاثیر عطا کیجیے کہ سننے والوں کی آنکھیں اور دل آنسوؤں سے بھر جائیں اور اداسی کی تپش ان کی روحوں کو محسوس ہو۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے علمِ دینیہ کی تکمیل کر کے آئے تو آپ نے کہا کہ وعظ کہو، انھوں نے بڑی طویل و مفصل گفتگو کی مگر لوگوں کی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ حضرت شیخ منبر پر تشریف لائے اور خطبے کے بعد کہا "رات ہم نے کچھ دودھ رکھ

چودھواں خط

پیارے اللہ میاں!

میری ماں بیمار ہے۔ ہم سب گھر والے ایک دوسرے کو حوصلہ دیتے ہیں اور چھپ کر روتے ہیں۔ دکھ کسی ساہوکار کی طرح ہمارے گرد چکر کاٹ رہا ہے، جیسے اسے ہم سے کوئی پرانا قرض سود کے ساتھ وصول کرنا ہے۔ امید کی چادر جگہ جگہ سے پھٹ گئی ہے اور ہم دُعا کی سوئی سے اسے سینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ہسپتالوں میں زندگی اور موت کی جنگ ہر وقت جاری رہتی ہے۔ معالجین اور ان کے کارکن غیر جانبدار تماشائیوں کی طرح گھومتے رہتے ہیں اور ان کے ماتھوں پر لکھا ہوتا ہے، ہم اپنے علاوہ کسی کے ساتھ نہیں۔ اب تو مجھے اپنے دل کی دھڑکن بھی کسی میت کو لے جاتی ہوئی ایمبولینس کے سائرن کی طرح لگتی ہے۔ کراہتی ہوئی انسانیت کے لیے ہسپتال علاج گاہوں کے بجائے ذبح خانے ہیں۔

پیارے اللہ میاں!

میرا احساس ہے کہ آپ نے اس دنیا میں ماں کو اپنی شانِ ربوبیت اور شانِ رحمت کا مظہر بنایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رب تو آپ ہی ہیں مگر پالتی پوستی ماں ہے۔ آپ کی سچی کتاب نے بھی کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا کہہ کر اس کی گواہی دی ہے۔ ایسے ہی سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی آپ کی رحمت کا ذکر کرتے ہوئے ماں کی محبت کو معیار بنایا ہے۔